تدوین حدیث

(از ایڈیٹر)

بسلسلۂ محدث ماہ جولائی ۱۹۳۳ء

(۲)

دوسری صدی ہجری میں تدوین حدیث | ہم اس مضمون کے حصۂ اول میں بتا چکے ہیں کہ عہد نبوی ہی سے حدیث کی جزئی کتابت بعض صحابۂ کرام ذاتی طور پر کرنے لگے تھے۔ اور یہ سلسلہ رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوتا گیا۔ چنانچہ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں بعض حدیث کی کتابیں مدون بھی ہوئیں۔ گرچہ امتداد زمانہ نے انہیں ہم تک پہونچنے کا موقعہ نہ دیا ہم ان امور پر مفصل روشنی ڈال چکے ہیں۔ آج کی اشاعت میں صرف دوسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کی کیفیت ذکر کرنی مقصود ہے۔

چونکہ قرآن مجید حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جمع ہو چکا تھا پھر حضرت عثمانؓ کے عہد میں اختلاف قراۃ کا لحاظ کرتے ہوئے اسکے متعدد نسخے تیار ہو کر متعدد ممالک میں بھیجدیئے گئے تھے اسلئے قرآن کیطرف سے اطمینان کلی ہو گیا کہ وہ حدیث کے کسی حصہ میں مخلوط نہیں ہو سکتا۔ لہذا حدیث کی تحصیل و تدوین کیطرف عام طور پر توجہ منعطف کیگئی۔ تابعین عظام نے صحابۂ کرام سے احادیث رسول سیکھنے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ پھر تبع تابعین نے سلف کے نقش قدم پر چلکر اس علم کی وسعت میں اور کوششیں کیں۔ اگرچہ اسوقت کتابت عام ہو چکی تھی لیکن مطابع کی غیر موجودگی کے باعث طباعت کی مشکلیں بدستور موجود تھیں۔ دوسری صدی کا زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے کہ جس میں ان بزرگان دین نے علم حدیث سے انتہائی شغف کے ساتھ بے شمار کتابیں مدون کیں۔ جن کا احصا بہت دشوار ہے۔ دوسری صدی کے نصف اول میں نسبتاً کم کتابیں لکھی گئیں۔ کیونکہ خلافت امویہ کے خلاف عام سازشوں نے علما کو بھی پریشان کر رکھا تھا۔ لیکن نصف ثانی میں تو ان صغار تابعین اور تبع تابعین نے بہت زیادہ تدوین کیطرف توجہ کی سینکڑوں حدیث کے مجموعے، مسانید اور مغازی مدون کی گئیں۔

مختلف تاریخ و طبقات اور اسماء الرجال کی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد دوسری صدی کے مدونین حدیث میں حسب ذیل بزرگوں کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ یہ کوئی حصر کی صورت نہیں ہے بلکہ صرف اپنا استقراء و تفحص ہے۔

امام عبدالملک بن جریج بصری متوفی ۱۵۰ھ۔ ابو النضر سعید بن عروبہ متوفی ۱۵۶ھ۔ ربیع بن صبیح متوفی ۱۶۰ھ۔ ابن ابی ذئب متوفی ۱۵۹ھ۔ معمر بن راشد متوفی ۱۵۴ھ۔ سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ، محمد بن معین، عبدالرزاق، ولید بن مسلم اوزاعی متوفی ۱۵۶ھ حماد بن سلمہ متوفی ۱۶۷ھ، روح بن عبادہ، ہیثم متوفی ۱۸۸ھ، جریر بن عبدالحمید متوفی ۱۸۸ھ عبداللہ بن مبارک متوفی ۱۸۱ھ، عبداللہ بن راہب، سفیان بن عیینہ، امام محمد، امام مالک متوفی ۱۷۹ھ ابوداؤد طیالسی متوفی ۲۰۴ھ وغیرہ وغیرہ[۵]

فہرست بالا سے پتہ چلتا ہے کہ تدوین کا کام تابعین کے آخری دور ہی سے نہایت باقاعدہ پوری توجہ و شغف کے ساتھ شروع ہو گیا تھا۔ کیونکہ ہماری پیش کردہ فہرست میں بعض حضرات ایسے ہیں جو صغار تابعین میں تھے یہ بھی واضح رہے کہ ان بزرگوں نے

[۵] بحوالہ النظر فی الحدیث ۱۲

ایک جمع ہوکر تدوین کا کام نہیں کیا تھا بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی جائے سکونت مختلف اقطارِ عالم میں ذاتی طور پر جمع حدیث اور اسکی نشر و اشاعت کو ضروری سمجھتے ہوئے تالیف کی تھیں۔ مثلاً مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، یمن، مصر، شام، خراسان، وسطرے وغیرہ شہروں میں تدوین ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جہاں اسلام پہونچا ہوا تھا تمام مقامات میں محدثین کی جماعت پھیلی ہوئی تھی اور جو بھی تابعی یا تبع تابعی انہیں ملجاتے تھے اسے غنیمت سمجھکر برسوں ان سے تحصیل حدیث کرتے رہے۔ حصول حدیث میں دریاؤں۔ جنگلوں دور دراز مقامات کی سیاحتوں۔ دشوار گزار گھاٹیوں۔ فاقوں اور تکلیفوں کی انہیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ ہر دور میں پروانۂ حدیث کی بیشمار تعداد موجود تھی جنکی جاں نثاریوں اور کوششوں سے حدیث جیسا عظیم الشان علم نہایت حسن و کمال کے ساتھ جمع ہوکر آسودۂ تکمیل ہوتا رہا۔ محدثین کرام کی ان اہتمم بالشان خدمات کو بیان کرنیکیلئے دفتر کے دفتر چاہئیں۔ اس جگہ اسکی ضرورت بھی نہیں۔ کتب متداولہ ان کوائف سے مفصل طور پر لبریز ہیں۔ ہم بھی آئندہ کسی قسط میں عام معلومات کیلئے اسکو ذکر کرینگے۔

طرز تدوین اوپر کے سطور سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ دوسری صدی ہجری میں شروع ہی سے حدیث جیسا ضروری فن شریعت اسلامیہ کا دوسرا رکن کتابوں میں مدون ہونے لگا۔ اور اس صدی کے نصف آخر میں تو بہت زیادہ کتابیں لکھی گئیں۔ اب بتانا یہ ہے کہ اسوقت تک حدیثوں کے جمع کرنیکا طریقہ یعنی طرز تدوین کیا تھا؟ پہلی صدی ہجری کے آخر میں جو زہری متوفی سنہ ۱۲۴ھ ابوبکر حزمی متوفی سنہ ۱۲۵ھ اور عامر شعبی متوفی سنہ ۱۰۴ھ وغیرہ نے جو حدیثیں جمع کیں وہ بغیر کسی باب و عنوان کے ایک طرف سے حدیثیں اپنے اپنے مجموعوں میں لکھوا دی تھیں۔ لیکن دوسری صدی ہجری میں جبکہ تدوین میں پہلے سے ترقی ہوگئی تھی طرز تدوین میں بھی نمایاں ترقی ہوئی۔ اگرچہ دوسری صدی میں بھی بعض کتابیں پہلی صدی کیطرح بغیر کسی باب و عنوان کے یعنی فقہی ترتیب کے خلاف مدون ہوئی تھیں۔ مگر عام طور پر دوسری صدی کی تدوین کا یہی طریقہ تھا کہ پہلے عناوین مقرر کردیئے جاتے اور جس عنوان کے ماتحت جتنی احادیث آسکتی تھیں وہ اسمیں لکھدی جاتیں ایک باب جامع الابواب ہوا کرتا تھا۔ یہ ترتیب فقہی تھی۔ لیکن بعض عنوان فقہ سے علیحدہ ہوتے تھے۔ جیسے کتاب العلم، کتاب العقائد کتاب الادب۔ کتاب بدء الخلق، نیز دوسری صدی کی تالیفات میں یہ بھی قابل لحاظ چیز تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے علاوہ صحابۂ کرام کے شرعی قول و فعل بھی داخل کر لیئے گئے۔ مؤطا میں اسی وجہ سے اقوال صحابہ و آثار تابعین موجود ہیں۔ بعد کو (تیسری صدی میں) جو شرائط صحت محدثین نے ضروری قرار دئے وہ اسوقت ملحوظ نہ تھے۔ اسی لئے احادیث ضعیفہ و مرسلہ بھی مندرج ہوگئیں جو بحمد اللہ تیسری صدی کے محدثین کی کوششوں سے چھنٹ چھنٹا کر صاف ہوگئیں جنکی تفصیل آئندہ اپنے موقعہ پر کیجائیگی۔

دوسری صدی کے علماء میں ترتیب ابواب کے طور پر سب سے پہلے جمع کرنیوالے حسب ذیل تھے۔ ابن جریج متوفی سنہ ۱۵۰ھ، معمر بن راشد متوفی سنہ ۱۵۳ھ، سعید بن عروبہ متوفی سنہ ۱۵۶ھ، اوزاعی متوفی سنہ ۱۵۷ھ، ابن ابی الذئب متوفی سنہ ۱۵۹ھ، سفیان ثوری متوفی سنہ ۱۶۱ھ، حماد بن سلمہ متوفی سنہ ۱۶۷ھ، عبداللہ بن مبارک متوفی سنہ ۱۸۱ھ، ہشیم متوفی سنہ ۱۸۸ھ، جریر بن عبدالحمید متوفی سنہ ۱۸۸ھ، امام مالک متوفی سنہ ۱۷۹ھ، ابو داؤد طیالسی متوفی سنہ ۲۰۴ھ مگر علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ عامر شعبی نے ان سے پہلے (پہلی صدی کے آخر میں) ترتیب ابواب کے ساتھ کوئی مجموعہ تیار کیا تھا۔ واللہ اعلم۔ دوسری صدی کے وسط سے تدوین کا ایک طریقہ یہ شروع ہوا تھا کہ صرف کسی خاص عنوان پر حدیثیں جمع کی جاتیں۔ جیسے بعد کی کتابوں میں بخاری کی کتاب القرأت طبری کی کتاب التفسیر ہے۔ اس قسم کی سب سے پہلی تالیف جو دوسری صدی میں ہوئی امام ابو یوسف متوفی سنہ ۱۸۲ھ کی ہے۔ مسانید کی تالیف دوسری صدی کے آخر سے شروع ہوگئی تھی اور تیسری صدی کے ابتدا تک

اب تک ہوتی رہی۔ چنانچہ مسند نعیم بن حماد، عبد بن موسیٰ وغیرہ کے مسانید دوسری صدی کے اواخر ہی میں تالیف کئے گئے تھے۔

انجام اب سوال یہ ہے کہ دوسری صدی کی اسقدر کثیر تالیفات بجز چند کے کیا ہوگئیں؟ کیا سبب ہے کہ آج ہمارے سامنے وہ موجود نہیں ان کا انجام کیا ہوا؟

ہم بتا چکے ہیں کہ طباعت کی دشواریوں کی وجہ سے وہ کتابیں بہت دنوں تک یوں ہی کتبخانوں میں بیاض کی صورت میں پڑی رہیں بعض اسی طرح زمانہ گذرتے گذرتے ضائع ہوگئیں اور اکثر تیسری صدی کی کتابوں میں مخلوط ہوگئیں۔ چنانچہ ھمام بن منبہؒ متوفی ۱۳۲ھ نے حضرت ابوہریرہؓ سے کسب علم کے بعد ایک صحیفہ جمع کیا تھا جسکے کثیر حصہ کو امام مسلمؒ اور دوسرے محدثین نے تصریح کے ساتھ تم پہنچا دیا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ اسوقت دوسری صدی کی تالیفات میں سے صرف دو کتابیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ایک تو امام مالک کی جمع کردہ مشہور کتاب موطا ہے جو ہر دور میں موجود رہی اور لوگ اس سے منتفع ہوتے رہے۔ دوسری کتاب ابوداؤد طیالسی کا مسند ہے۔ یہ کتاب بھی دوسری صدی کی ہے اگرچہ انکی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ مسند وفات کے چند سال پیشتر کا جمع کردہ ہوگا گویا اسے دوسری صدی کی آخری کتاب کہا جا سکتا ہے۔

مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ "انکا مسند انکی وفات سے تقریباً تیس سو سال بعد کو مدون ہوا" لیکن مجھے بعد تلاش و جستجو کسی کتاب میں یہ خیال نظر نہ آیا۔ اسلئے میں مولانا کی اس رائے کو تسلیم کرنیکیلئے تیار نہیں۔ کیونکہ یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جو کتاب جس شخص کے ساتھ صحیح تاریخ کی روشنی میں منسوب ہوگی۔ وہ یقیناً اس کا جامع ہوگا۔ الغرض یہ مسند بھی نایاب تھا لیکن بفضل خدا سلطان العلوم اعلحضرت شہریار دکن کی مشہور علمی سرپرستی کیوجہ سے اب چھپکر شائقین کے ہاتھوں میں حال ہی میں پہونچا ہے۔

موطا میں بتا چکا ہوں کہ یہ کتاب امام مالک متوفی ۱۷۹ھ کی تالیف ہے جو دوسری صدی کے وسط میں لکھی گئی۔ یہ اسلامی تمدن کی اولین کتاب ہے جو آج تک موجود و معروف ہے۔ فقہی مضامین کے لحاظ سے مرتب ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ امام مالک کے دور کے محدثین نے حدیث کی کتابیں مدون کیں جن میں ہر ایک کا نام موطا تھا۔ مگر سب نابود ہوگئیں۔ سنہ ۱۵۰ھ کے قبل کی تو کوئی کتاب صفحہ ہستی پر سوائے موطا کے نہ رہی۔ بعض کتابوں میں روایت ہے کہ امام مالک سے کسی نے عرض کیا کہ ابن ابی ذئب کا موطا آپ کے موطا سے زیادہ جامع ہے آپ کی کتاب کی کون قدر کرے گا۔ تو امام نے فرمایا کہ خدا کیلئے جو کتاب لکھی جائیگی وہ ضرور عالم میں باقی رہے گی۔ خدا کی شان ہے کہ آج تک موطا تمام اطراف عالم میں موجود و مشہور ہے۔ اور اکثر جگہ درسیات میں شامل ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی مشہور علمی درسگاہ دارالحدیث رحمانیہ کے نصاب میں بھی موطا داخل ہے۔ اکثر علماء صحاح ستہ میں ابن ماجہ کے بجائے موطا کو شمار کرتے ہیں۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیونکہ بہ نسبت موطا کے ابن ماجہ میں ضعاف زیادہ ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے۔ ماعلی وجہ ادیم الارض بعد کتاب اللہ اصح من موطا۔ (روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد موطا سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں) لیکن یہ واضح رہے کہ یہ قول بخاری و مسلم کی تدوین سے بہت پہلے کا ہے ورنہ اجماع امت ہے کہ دنیا میں قرآن کے بعد بخاری و مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔

یہ شرف صرف موطا ہی کو حاصل ہے کہ خلفائے عباسیہ کے دو بڑے خلیفہ امین و مامون نے بحالت شہزادگی مولف کی خدمت میں جاکر بغیر کسی شاہانہ امتیاز کے خود مولف سے پوری موطا پڑھی۔

آئندہ تیسری صدی ہجری سے سلسلۂ تدوین حدیث پر مفصل روشنی ڈالی جائیگی۔ انشاءاللہ۔ (ایڈیٹر)